

مال حرام کی زکوٰۃ

یا نچوال فقہی سمینار منعقدہ: ۳-۶ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ مطابق ۳۰ اکتوبر - ۲ نومبر ۱۹۹۲ء، جامعۃ الرشاد، اعظم گڑھ

- ۱- مال حرام کسی کی ملکیت میں آئے اور وہ بعینہ موجود ہو، نیز مال کا اصل مالک معلوم ہو تو اس شخص کو وہ پورا مال لوٹا دینا واجب ہے۔
 - ۲- اگر مال حرام متعین طور پر معلوم نہ ہو سکے یا اس کی تعداد معلوم نہ ہو سکے تو غالب گمان کے مطابق مال حرام کی مقدار متعین کی جائے گی۔ اگر مالک معلوم ہو تو اتنی مقدار میں رقم اس کے مالک کو واپس کر دی جائے، اور اگر مالک معلوم نہ ہو تو اسی مقدار میں بلا نیت ثواب صدقہ کر دیا جائے۔
 - ۳- اگر مال حرام کی واپسی اس پر واجب ہوئی اور اس نے واپس نہیں کیا اور مال حرام اس کے قبضہ میں باقی رہ گیا اور مال کا کوئی انسان مطالبہ کرنے والا نہیں ہے، ایسی صورت میں اس مال کی زکوٰۃ ادا کرنی بھی واجب ہوگی، اور زکوٰۃ ادا کرنے کے باوجود حقدار کو حق لوٹانے یا حق دار کے معلوم نہ ہونے کی صورت میں بلا نیت ثواب صدقہ کرنے کا حکم باقی رہے گا۔
- مال حرام میں اصل یہی ہے کہ اگر ایسے مال کا طلب کرنے والا مالک موجود ہو تو اس کو واپس کر دیا جائے ورنہ صدقہ کر دیا جائے، اور اگر حرام و حلال مال مخلوط ہو تو تحری و رجحان قلب کے مطابق مال حلال کی مقدار متعین کر کے اس کی زکوٰۃ دی جائے، مال حرام میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔
- مگر استحسان کا تقاضہ یہ ہے کہ پورے کے پورے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے؛ تاکہ یقینی اور اطمینان بخش طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرنے والا فریضہ زکوٰۃ سے بری الذمہ ہو جائے، اور ظالمانہ اور حرام طریقوں سے لوگوں کے مال سے فائدہ اٹھانے والوں کی حوصلہ افزائی نہ ہو۔ نیز ایسا نہ ہو کہ مال حرام کھانے والا دوطرفہ فائدہ اٹھائے، اس طرح ایک طرف مال حرام سے انتفاع کرے اور زکوٰۃ سے بھی بچ جائے۔

☆☆☆